بچوں کے لئے دلچسپ قصّے

صُبحِ اُمید

(امام مہدیؑ)

ولادت تا غیبت

بچوں کے لئے دلچسپ قصّے

(امام مہدیؑ)

صُبحِ اُمید

ولادت تا غیبت

تالیف : حسین فتاحی

ترجمہ: سیدہ ش حسن

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب:	صبح امید
تالیف:	جناب حسین قاسمی
ترجمہ:	سیدہ ش حسن
تصحیح:	سید محمد ذکی حسن
کمپوزنگ:	ٹی اے رضوی
گرافکس:	اعظم حسین اکبرپوری
ناشر:	سازمان فرہنگ وارتباطات اسلامی
تعداد:	۳۰۰۰
تاریخ:	شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ ق

مرکز علم وعمل۔ کراچی

E-31 رضویہ سوسائٹی، ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر: 6622656

دعائے سلامتی امام زمانہ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الْحُجَّةِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْهِ وَ عَلٰی
آبائِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِیْ کُلِّ سَاعَةٍ وَلِیًّا وَّ حَافِظًا وَ قَائِدًا وَّ
نَاصِرًا وَ دَلِیْلًا وَّ عَیْنًا حَتّٰی تُسْکِنَهٗ اَرْضَکَ طَوْعًا وَ تُمَتِّعَهٗ فِیْهَا
طَوِیْلًا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

وَ

عَجِّلْ فَرَجَهُمْ

عرض ناشر

زمانے کے امامؑ کی معرفت کے سلسلے میں ہمارے معاشرے میں بزرگوں کے لئے تو کتابیں لکھی گئی ہیں مگر بچوں اور نوجوانوں کے لئے کم کتابیں سامنے آتی ہیں۔ اسی بات کے پیش نظر ''موسسہ فرہنگی انتظار نور'' نے بچوں اور نوجوانوں کے لئے کچھ کتابوں کے سلسلے کو پیش کر کے ایک قابل تحسین قدم اٹھایا ہے۔ انہیں میں سے ایک کتاب کا یہ اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بقیہ کتابیں بھی بتدریج منظر عام پر آ رہی ہیں۔ موجودہ کتاب کے ترجمہ کے سلسلے میں محترمہ سیدہ ش حسن لائق تشکر ہیں کہ انہوں نے وقت کی کمی کے باوجود اس کو اردو زبان کے قالب میں ڈھالا اور ہمیں اس کتاب کو قوم کی نذر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ !

والسلام

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

وہ آرزو جو پوری ہوگئی ---------- ۶

بہترین استاد کا بہترین شاگرد ---------- ۹

دور سے آنے والا مسافر ---------- ۱۲

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت ---------- ۲۷

حجت خدا ---------- ۳۴

تین نشانیاں تین تصویریں ---------- ۳۷

چار امانت دار نائب ---------- ۴۴

غائب مگر باخبر ---------- ۴۶

دوست کے نام خط ---------- ۴۹

انتظار ---------- ۵۱

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بھائی ---------- ۵۳

جناب ابراہیمؑ کے تنہا وارث ---------- ۵۶

امام کی غیبت اور شیعوں کا انتظار ---------- ۵۷

دین کے محافظ ---------- ۵۹

وہ آرزو جو پوری ہو گئی

بہت سال پہلے شہر روم میں سلیل نامی ایک عورت رہتی تھی۔ سلیل اپنے باپ کی سب سے بڑی، ہوشیار اور عقلمند بیٹی تھی۔ وہ نوجوانی ہی میں اسلام سے آشنا ہو کر پیغمبر اکرمؐ پر ایمان لے آئی تھی اور آنحضرتؐ کو اتنا چاہنے لگی تھی کہ روم سے عرب کا طویل سفر طے کر کے مدینہ منورہ آئی تا کہ پیغمبر اسلامؐ کی قبر اور اس مقدس شہر کی نزدیک سے زیارت کرنے کی اپنی دیرینہ آرزو کو پورا کر سکے۔

جب سلیل مدینہ پہنچی اور دور سے مسجد پیغمبرؐ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ وہ مدینہ کی گلیوں سے ہوتی ہوئی مسجد پیغمبرؐ تک پہنچی اور بڑے اشتیاق کے ساتھ مسجد میں داخل ہو کر آنحضرتؐ کی قبر مبارک کی زیارت سے شرفیاب ہوئی۔ اسے مدینہ اتنا اچھا لگا کہ وہ اپنے وطن کو بھول گئی اور اسی شہر میں رہنے لگی۔

دھیرے دھیرے سلیل کے ایمان و تقویٰ کا ہر طرف تذکرہ ہونے لگا۔ ہر ایک اس کی اسلام اور پیغمبرؐ سے محبت کا چرچا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ کا ہر بڑا آدمی اس سے شادی کا خواب دیکھنے لگا۔ ایک ایک کر کے سب نے سلیل کے پاس شادی کا پیغام بھیجنا شروع کر دیا مگر اس نے کسی کی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ کچھ دن بعد اس کی قسمت چمکی اور ایک دن امام علی نقی علیہ السلام نے سلیل

کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ سلیل آپؑ کو پہچانتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ آپ نو اسۂ رسول اور شیعوں کے امام ہیں۔ اس لئے خوشی سے راضی ہوگئی اور شادی کے بعد امام کے گھر آ گئی۔

سلیل امامؑ کے گھر میں خوشی خوشی رہنے لگی۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ اس کا شوہر دنیا کا سب سے پاکیزہ اور عقل مند انسان ہے۔ ایک روز امامؑ نے اپنی زوجہ سلیل سے فرمایا: ''اے پرہیزگار خاتون! خداوند عالم جلد ہی تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا عطا فرمائے گا جو روئے زمین پر عدل و انصاف کا شاہکار اور انسانوں پر خدا کی حجت ہوگا۔(۱)

یہ سن کر سلیل بہت خوش ہوئی اور یہ آرزو کرنے لگی کہ جلد از جلد وہ دن آجائے۔ وہ تنہائی میں بھی اس بچے کے بارے میں سوچا کرتی تھی۔ کچھ دن بعد اسے محسوس ہوا کہ امام کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ وہ دن سلیل کی زندگی کا بہترین دن تھا۔

کچھ ماہ گزرنے کے بعد ایک روز سلیل کو احساس ہوا کہ بچے کی ولادت کا وقت آ گیا ہے۔ سلیل کا مدینہ میں اپنا کوئی عزیز نہیں تھا۔ اس کے ماں باپ اور باقی رشتہ دار روم میں تھے۔ اس لئے وہ مسجد پیغمبر میں گئی اور پیغمبر اکرمؐ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر آہستہ سے کہنے لگی: ''اے اللہ کے رسول! میں آپ کی بہو ہوں۔ میں آپ کے بیٹے علی کی زوجہ ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ مدینہ میں میرا ایسا کوئی نہیں ہے جو بچے کی ولادت کے وقت میری مدد کرے۔ میں

آپ سے مدد چاہتی ہوں۔ آپ خدا سے سفارش کریں کہ وہ میری مدد کرے۔'' سلیل نے اپنے دل کا حال سنایا، دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے گھر لوٹ آئی۔ امامؑ گھر پر موجود تھے۔ زوجہ کی حالت دیکھ کر سمجھ گئے کہ بچے کی ولادت نزدیک ہے۔ امامؑ خوش ہو گئے اور کچھ رشتہ دار عورتوں کو بلا لیا۔

بنی ہاشم کی کچھ عورتیں سلیل کی مدد کرنے کے لئے امامؑ کے گھر آ گئیں۔

امامؑ گھر کے ایک حجرے میں دعا اور عبادت میں مشغول تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ امامؑ نے دروازہ کھولا۔ آنے والے نے بتایا: ''اے فرزند رسولؐ! آپ کو بیٹا مبارک ہو۔'' یہ سنتے ہی امامؑ نے آسمان کی طرف رخ کیا اور خدا کا شکر بجا لائے۔ عورتیں بچے کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر امامؑ کے پاس لائیں۔ امامؑ نے اپنے پھول سے بچے کو کچھ دیر تک دیکھا۔ پھر اسے آغوش میں لے کر سونگھا اور بوسا لیا اور اس کے کان میں اذان اور اقامت کہی۔ وہ جمعہ کا دن تھا اور تاریخ ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ ہجری قمری تھی۔ سات روز بعد امامؑ نے بیٹے کی ولادت کی خوشی میں ایک گوسفند کی قربانی کی اور اہل مدینہ کی دعوت کی۔ لوگ گروہ کی شکل میں امامؑ کے گھر آئے اور امامؑ کو ان کے فرزند ارجمند کی مبارک باد پیش کی۔ سب یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ امامؑ نے اپنے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے! جب لوگوں نے غذا تناول کر لی تو امامؑ نے اپنے بیٹے کو گود میں لے کر فرمایا: میں نے اس بیٹے کا نام حسن رکھا ہے۔

بہترین استاد کا بہترین شاگرد

امام حسن عسکریؑ رفتہ رفتہ بڑے ہونے لگے۔آپ نے امام علی نقی علیہ السلام جیسے والد کے زیرِ سایہ پرورش پائی۔امام حسن عسکریؑ اسی طرح ایک سال کے ہوئے، دو سال کے ہوئے اور ......اب آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ مدینہ میں کی گلیوں سے گزرتے ہوئے اپنے جد کی مسجد میں جانے لگے اور امام کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔

ایک روز امام حسن عسکریؑ گھر سے باہر تھے۔آپ نے دیکھا کہ شہر میں کچھ اجنبی لوگ گھوڑوں پر سوار اور کچھ پیدل ہیں۔ان کے ہاتھوں میں تلواریں اور نیزے ہیں۔وہ سب امام علی نقیؑ کے گھر کے سامنے آکر رک گئے۔امام حسن عسکریؑ نے مسجد میں جا کر اپنے والد کو اطلاع دی۔امام نقی علیہ السلام گھر تشریف لائے۔یہ خلیفہ کا بھیجا ہوا لشکر تھا جس کے سردار یحیٰی نے امامؑ کو خلیفہ کا خط دیا۔امام حسن عسکریؑ اپنے والد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔آپ نے خط کھول کر پڑھا اور سردار سے فرمایا: ''میں بغداد نہیں جانا چاہتا۔'' لشکر کے سردار یحیٰی نے کہا! ''اے فرزند رسول! خلیفہ نے یہ لشکر آپ کو بغداد لے جانے کے لئے بھیجا ہے۔'' یہ سُن کر امامؑ مجبور ہو گئے اور سامانِ سفر آمادہ کیا اور بغداد جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

امامؑ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ بغداد چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہ خبر مدینے والوں کو ملی۔ لوگ جانتے تھے کہ عباسی خلیفہ امام علی نقیؑ کا دشمن ہے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ لشکر اس لئے آیا ہے تا کہ امام کو ان کے گھر اور مدینے سے دور کر دے کیونکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو امام سے ملنے نہ دیا جائے۔ لوگ گھر سے باہر آ گئے اور لشکر کے چاروں طرف جمع ہو گئے وہ لوگ خلیفہ کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور امام کو سفر سے روک رہے تھے۔

یحیٰی نے جب یہ دیکھا کہ لوگ امام کو اتنا چاہتے ہیں تو ان سے وعدہ کیا کہ وہ امام کو کوئی نقصان نہیں پہونچائے گا۔ کچھ مدت کے بعد امام نے چند گھوڑے اور اونٹ تیار کئے۔ بنی ہاشم کے لوگ آ گئے اور سامان کو اونٹوں کی پیٹھ پر لادا گیا۔ خواتین اور بچے بھی سواریوں پر بیٹھے اور یہ قافلہ چلا۔ امام حسن عسکریؑ اپنی ماں کے پاس کجاوہ میں بیٹھے تھے۔ آپ بہت غمگین اور اداس تھے کیونکہ آپ مدینہ چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے تھے۔

امام حسن عسکریؑ کو اپنے جد کے مدینے کی گلیوں سے بے حد پیار تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت آپ کو اچھے لگتے تھے۔ یہ سفر کچھ روز جاری رہا۔ خلیفہ کے سپاہی امام کو بغداد لے گئے اور پھر وہاں سے آپ کو سامرا لے جایا گیا۔ آپ کو سامرا میں اس جگہ ٹھہرایا گیا جہاں خلیفہ کے سپاہیوں کے گھر تھے۔

خلیفہ کے سپاہیوں نے امام کو ایک چھوٹا سا گھر دیا اور اس کے اطراف میں کچھ سپاہیوں کو پہرہ پر لگا دیا تا کہ لوگ امام سے ملاقات نہ کر سکیں! ان ایام میں اپنے والد کے واحد دوست اور مونس حضرت امام حسن عسکریؑ تھے جو ہمیشہ

آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

آپ جانتے تھے کہ آپ کے والد، مسلمانوں کے امام اور رہنما ہیں۔ اسی لئے امامؑ کے کاموں کو غور سے دیکھتے اور آپ کی باتوں کو توجہ سے سنتے تھے۔ امامؑ یہ چاہتے تھے کہ زندگی کی تعلیم اپنے والد سے لیں۔ کئی سال گزر گئے۔ امام حسن عسکریؑ نے بہت سی چیزیں اپنے والد سے سیکھی تھیں اور اب آپؑ جوان ہو چکے تھے۔ اب امام حسن عسکریؑ یہ سمجھنے لگے تھے کہ آپ کے والد ماجد کس طرح خلیفہ کی چالوں کو ناکام کر دیتے تھے۔ اب آپ دیکھ رہے تھے کہ امام کس طرح خلیفہ کے ظلم وستم کا ہمت سے مقابلہ کر رہے ہیں اور کسی بھی قیمت پر سچے مسلمانوں کو تنہا نہیں چھوڑ رہے ہیں بلکہ ان کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ یہ سب امام حسنؑ کے لئے بہترین سبق تھے امام حسنؑ بہترین شاگرد تھے اور آپکے والد بہترین استاد۔

دور سے آنے والا مسافر

سامرہ ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ وہاں کے گھر چھوٹے اور گلیاں کچی تھیں۔ انھیں میں سے ایک چھوٹا اور سادہ سا گھر امام علی نقی علیہ السلام کا تھا۔ امامؑ کے پڑوس میں ایک بشر نامی شخص رہتا تھا جس کے والد سلیمان ابوایوب انصاری کی اولاد میں سے تھے۔ ابوایوب انصاری پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی اصحاب میں سے تھے۔ ابوایوب انصاری کے سبھی بیٹے ائمہ معصومین کے ماننے والے تھے۔ بشر بھی ان سب کی طرح امام علی نقی علیہ السلام کا ماننے والا تھا۔

ایک دن بشر گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ بشر نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آنے والا امامؑ کا خادم ہے۔ بشر اسے پہچانتا تھا۔ امامؑ کے خادم نے کہا: "میرے مولا تمہیں بلا رہے ہیں۔"

بشر گھر کے اندر گیا اور مناسب لباس اور ٹوپی پہن کر جلدی سے باہر آ گیا۔ بشر جانتا تھا کہ یقیناً کوئی اہم کام ہے جس کے لئے امام نے اسے طلب کیا ہے۔ بشر جب امامؑ کے بیت الشرف پہونچا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اس نے امامؑ سے اجازت لی اور گھر کے اندر داخل ہو گیا۔

امامؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور احوال پرسی کرنے کے بعد اسے اپنے پاس بٹھایا۔ بشر نے امامؑ کے چہرہ پر نظر ڈالی اور کہا: "اے فرزند رسول! میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"

امامؑ نے خوش ہو کر فرمایا: اے بشر تم اور تمہارے اجداد سب ہی ہم اہلبیت پیغمبر کے پیروکار رہے ہیں اور ہمیں تم لوگوں کے اعمال کی صداقت اور صحت پر پورا یقین ہے۔ اس وقت ایک اہم کام ہے، اگر تم اسے انجام دو گے تو تمہیں میرے شیعوں اور دوستوں پر فضیلت حاصل ہوگی اور تمہاری عظمت و عزت میں اضافہ ہو جائیگا۔

امام کا کلام سن کر اس کا شوق اور بڑھ گیا کہ آخر وہ کون سا اہم کام ہے؟! اس نے امامؑ سے عرض کیا: ''اے فرزند رسول! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔'' امام نے فرمایا: ''اے بشر تمہیں آج ہی سفر کرنا ہے اور بغداد جانا ہے۔ کیا تم تیار ہو؟'' بشر اس سفر کا مقصد نہیں جانتا تھا مگر پھر بھی بولا: ''میں ہر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے بشر کے دل میں ہزاروں سوال اٹھ رہے تھے کہ یہ سفر کس لئے ہے؟ امام کے لئے یہ سفر کیوں اتنا اہم ہے؟ اس کام کے لئے میرا ہی سفر پر جانا کیوں ضروری ہے؟ اس سفر کا مقصد کیا ہے؟ اسی دوران امام نے کاغذ اور قلم اٹھایا اور ایک خط لکھ کر اس پر مہر لگا دی۔ بشر امامؑ کے چہرۂ انور کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ منتظر تھا کہ امام کوئی نیا حکم دیں اور اس سفر پر جانے کا مقصد بیان کریں۔

امام نے سونے کے سکوں سے بھری ایک تھیلی بشر کو دی اور فرمایا: ''یہ خط اور تھیلی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تین دن بعد دجلہ کے کنارے جانا، وہاں پل کے پاس کچھ کشتیاں کھڑی ہوں گی۔ ان کشتیوں میں کچھ جنگی قیدی ہوں گے

جنہیں روم سے لایا گیا ہوگا۔ تمہارے علاوہ اور لوگ بھی آئیں گے جو قیدیوں کو خریدنا چاہیں گے۔ تم بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے جانا۔ وہاں پر عمر بن زید نامی شخص ہوگا جو قیدیوں کو بیچ رہا ہوگا۔ اس شخص کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔ وہ ایک ایک کر کے قیدیوں کو کشتی سے اتارے گا اور ان کو بیچے گا۔ یہاں تک کہ ایک دوشیزہ کی باری آئے گی۔ وہ کنیز ریشمی کپڑے پہنے ہوگی اور اپنے چہرے کو چھپائے ہوگی۔ وہ کسی کی طرف نہیں دیکھے گی اور نہ کسی کو اپنا چہرہ دیکھنے کی اجازت دے گی۔ یہ اس کی نشانیاں ہیں۔ اس کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ جب مرد اس کو خریدنے کے لئے آئیں گے تو وہ دوشیزہ ان سے کہے گی کہ یہ کام نہ کرو، جان لو کہ اگر تم جناب سلیمانؑ کی طرح تمام انسان اور حیوانات کے بادشاہ ہو جاؤ تب بھی میں تم کو اپنا چہرہ نہیں دکھاؤں گی۔ اس لئے لالچ نہ کرو اور اپنا پیسہ ضائع نہ کرو۔ جب قیدیوں کو بیچنے والا یہ حالت دیکھے گا تو کہے گا جب تم کسی خریدار کے خریدنے پر راضی نہیں ہو تو بتاؤ میں کیا کروں؟ تو اس وقت وہ دوشیزہ کہے گی کہ تھوڑا صبر کرو ایک ایسے خریدار کو آجانے دو جس پر مجھے بھروسہ ہو۔ اس وقت تم اس دوشیزہ کے پاس جانا اور یہ خط اس کو دے دینا اور کہنا کہ اسکو پڑھ لے۔"

بشر نے امامؑ سے خط اور سکوں کی تھیلی کو لے کر اپنے پاس حفاظت سے رکھا اور چل دیا۔ راستہ میں وہ امام کی باتوں پر غور وفکر کرتا رہا۔ وہ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ آخر یہ کنیز کون ہے! کہاں سے آئی ہے؟ اور کس طرح

مسلمانوں کی قید میں آ گئی؟ میں اسے کیوں بغداد سے سامرا لے جاؤں اور امام کو اس کنیز سے کیا کام ہو سکتا ہے؟

جب بشر دجلہ کے کنارے پہونچا تو کشتیاں تیار کھڑی تھیں اور جو کچھ امامؑ نے فرمایا تھا بالکل ویسا ہی سب ہو رہا تھا یہ سب دیکھ کر بشر کا تعجب مزید بڑھ گیا۔ بشر کو امامؑ اور انکے الٰہی علم پر پورا ایمان تھا مگر یہ سب دیکھ کر وہ سخت حیرت زدہ تھا۔ بشر وہاں پہنچ کر کھڑا ہو گیا تاکہ امامؑ کے فرمان کے مطابق عمل کرے۔ وہ صبر و تحمل سے کھڑا رہا یہاں تک کہ ٹھیک وقت پر امامؑ کا خط اس کنیز کو دے دیا۔ جب کنیز نے خط لیکر پڑھا تو اچانک رونے لگی اور بردہ فروش عمر بن زید سے کہا: ''اگر مجھے بیچنا چاہتے ہو تو اس خط لانے والے کے ہاتھ بیچ دو اور اگر ایسا نہیں کیا تو میں خودکشی کرلوں گی اور تمہارا نقصان ہو جائے گا۔''

عمر بن زید مجبوراً راضی ہو گیا اور امامؑ کی دی ہوئی رقم لے کر اس کنیز کو بشر کے حوالے کر دیا۔ کنیز بشر کے ساتھ چل دی۔ بشر بھی حیرت کے عالم میں سامرا کی طرف چل پڑا اور امام کی باتوں پر غور و فکر کرتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ امام سامرا میں ہیں ان کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ کشتی راستے میں ہے اور کیسے معلوم ہوا کہ اس کشتی میں یہ کنیز ہے؟ امام کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ سب واقعات اسی طرح پیش آئیں گے؟

بشر اسی کنیز کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ کنیز کون ہے اور کہاں سے آئی ہے اور کس طرح قید ہوئی ہے؟ اگر غیر ملکی ہے تو عربی

کیسے جانتی ہے اور اگر عرب اور مسلمان ہے تو کیوں قیدی بنی ہے؟ بشر یہ سب سوچ رہا تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ اس کنیز نے امام کے خط کو کھولا۔ کبھی اسے پڑھتی ہے، کبھی آنکھوں سے لگاتی ہے، کبھی چومتی ہے اور کبھی رونے لگتی ہے۔ بشر سے صبر نہیں ہوا تو اس نے پوچھ لیا کہ اے کنیز! جب تم نے میرے مولا کو نہیں دیکھا ہے اور انہیں پہچانتی بھی نہیں ہو تو پھر اس خط کو آنکھوں سے کیوں لگا رہی ہو؟

کنیز نے کہا: ''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہم آنحضرتؑ کو نہیں جانتے ہیں؟'' بشر نے تعجب سے پوچھا: ''یعنی تم نے میرے مولا کو دیکھا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں!'' بشر کی حیرت اور بڑھ گئی اور اس نے کہا: ''لیکن تم کو تو روم سے لایا گیا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں میں روم سے آئی ہوں۔''

بشر نے کہا: ''یہ کیسے ممکن ہے کہ تم نے روم میں امام کو دیکھا ہو کیونکہ وہ سامرا میں ہیں؟''

اس نے کہا: ''یہ قصہ بہت طویل ہے۔''

بشر نے پوچھا: ''کیا تم نہیں بتاؤ گی کہ تم کس کی بیٹی ہو اور تمہارا نام کیا ہے اور مسلمانوں کی قید میں کیسے آگئی ہو؟''

اس نے کہا: ''میں قیصر روم کے بیٹے یشوعا کی بیٹی ہوں اور میرا نام ملیکہ ہے۔ میری ماں شمعون کی اولاد میں سے ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی اور صحابی حمون کے بیٹے تھے۔ تقریباً ایک سال پہلے میرے دادا قیصر روم میری

شادی میرے چچازاد بھائی سے کرنا چاہتے تھے۔ میں اس وقت تیرہ سال کی تھی۔ میرے دادا نے علماء اور معزز افراد کو اپنے محل میں جمع کیا اور حکم دیا کہ ایک خوبصورت تخت سجایا جائے۔ جواہرات کا تخت سج کر تیار ہوا تو عیسائی علماء کو بلایا گیا۔ سب آ گئے تو میں اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ اس تخت پر جا بیٹھی۔ پورا محل روشنی سے چمک رہا تھا اور ہر طرف خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ اس وقت عیسائی راہب آگے بڑھا اور انجیل کھول کر دعا پڑھنے لگا۔ جب اس نے میرا عقد پڑھنا چاہا تو اسی وقت زلزلہ آیا اور ایک وحشت ناک آواز آئی جس سے پورا محل کانپ اٹھا۔ جس تخت پر ہم لوگ بیٹھے تھے وہ ٹوٹ گیا اور ہم لوگ زمین پر گر پڑے۔ لوگ ڈر کر بھاگ گئے۔ جب شور و غل ختم ہوا تو راہبوں نے میرے دادا سے کہا کہ یہ شادی مناسب نہیں ہے اس کو نہ ہونے دیا جائے۔ مگر دادا ناراض ہو گئے اور حکم دیا کہ دوسری مرتبہ میری شادی کی تیاری کی جائے۔ اس مرتبہ میرا عقد دوسرے چچازاد بھائی کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ دوبارہ سب درباری اور لشکر کے سردار جمع ہوئے۔ عیسائی علماء، تاجر اور بڑے بڑے لوگ بھی دربار میں موجود تھے۔ دوبارہ محل کو چراغوں سے سجایا گیا تھا۔ پھر ویسا ہی سونے کا تخت سجایا گیا اور اس بار میں اپنے دوسرے چچازاد بھائی کے ساتھ اس تخت پر بیٹھ گئی مگر جب عقد کا وقت آیا تو پھر زلزلہ آیا اور تخت ٹوٹ گیا۔ میں اور میرا چچازاد بھائی زمین پر گر پڑے اور تمام چراغ بجھ گئے۔

عیسائی راہب میرے دادا کے پاس آ کر التجا کرنے لگے کہ یہ شادی نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں لگتا ہے کہ یہ بدقسمت لڑکی ہے۔ آپ جس کے ساتھ بھی اس کی شادی کرنا چاہیں گے، نہیں ہو پائے گی۔ اس بار میرے دادا مجبور ہو کر راضی ہو گئے۔ سب لوگ واقعی سوچنے لگے کہ میں منحوس ہوں۔ سب لوگ مجھ پر ترس کھاتے تھے اور میرے لئے فکر مند رہتے تھے۔ جب بھی مجھ کو دیکھتے افسوس کرتے۔ یہ سب دیکھ کر میں غمگین ہو جاتی۔ میرا دل بری طرح ٹوٹ گیا تھا اور میں بالکل ناامید ہو چکی تھی۔ مجھے اپنی بے عزتی بھی محسوس ہوتی تھی۔ جس لڑکی کو منحوس قرار دیا گیا ہو اس کا کیا انجام ہوگا۔ اسی فکر نے مجھے بیمار کر دیا۔ میں نے اتنا زیادہ اس مسئلہ پر غور کیا اور اتنی ناامید ہو گئی کہ اس دنیا کی ہر چیز سے دل اُچاٹ ہو گیا اور میں ایک کمرے میں بند ہو کر رہ گئی۔ میں کسی سے بات چیت بھی نہیں کرتی تھی اور کہیں آنا جانا بھی چھوڑ دیا تھا۔ فقط اتنا کھانا کھاتی تھی کہ زندہ رہ سکوں۔

کچھ دن اسی طرح گزرے ہر روز میری مایوسی میں اضافہ ہوتا گیا۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ، جناب شمعون اور اپنے دوسرے اصحاب کے ساتھ قیصر روم کے محل میں جمع ہیں۔ وہاں ایک کونے میں ایک خوبصورت، دلکش اور نورانی تخت رکھا ہوا ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ہو سکتا۔ اچانک کچھ لوگ اس کمرے میں آ گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو دیکھتے ہی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ میرے دادا نے جناب عیسیٰؑ سے پوچھا! ''یہ کون لوگ

ہیں جن کا آپ اتنا احترام کر رہے ہیں؟'' انھوں نے جواب دیا: ''یہ باوقار بزرگ جو سب سے آگے ہیں اور ان کے چہرے کا نور چاروں طرف پھیلا ہوا ہے، خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ہیں۔ ان کے پیچھے جو بزرگ ہیں وہ ان کے داماد اور وصی حضرت علی ہیں اور ان کے پیچھے آنے والے دس افراد، ان کے بیٹے اور امام ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے یہ فرمایا اور جلدی سے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ جب حضرت محمدؐ کے پاس پہنچے تو گلے لگا کر آپ کا بوسہ لیا۔ آپ ان سب کے ساتھ آگے بڑھے اور نورانی تخت کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

حضرت عیسیٰ کی حالت عجیب تھی وہ شاید یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ آپ حضرات کس مقصد کے تحت تشریف لائے ہیں اور ہم آپ کی کیا خدمت کرسکتے ہیں؟ حضرت محمد سمجھ گئے اور فرمایا: اے عیسیٰ روح اللہ! ہم یہاں پر ملیکہ کی شادی کا پیغام لیکر آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے پوچھا ان میں سے کس بیٹے کے لئے؟ حضرت نے ان میں سب سے نوجوان بیٹے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''میرے بیٹے حسن عسکری کے لئے جو مسلمانوں کا گیارہواں امام ہے۔''

اس وقت میں نے ان کی طرف دیکھا وہ بہت ہی خوبصورت تھے اور ان کے چہرے پر نور برستا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں انہیں کئی سالوں سے پہچانتی ہوں اور ہمیشہ انہیں کے بارے میں سوچتی رہی ہوں۔ صرف ایک نگاہ

میں میرا دل ان کی محبت سے اس طرح بھر گیا کہ ان کے چہرے سے نظر ہٹانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے میرے نانا شمعون سے فرمایا: ''خدا نے تم کو حقیقی عزت سے نوازا ہے۔ یہ خوش نصیبی ہر ایک کی قسمت میں نہیں ہوتی۔ خدا کا آخری نبی تمہاری بیٹی کا رشتہ لیکر آیا ہے، اسے قبول کرو۔''

''اے پیغمبر خدا! میں اس رشتہ کو قبول کرتا ہوں۔ اس وقت حضرت محمد اس تخت پر گئے اور خطبہ پڑھنے کے بعد تقریر فرمائی۔ پھر میرا عقد امام حسن عسکریؑ کے ساتھ پڑھا۔ میں اس قدر مسرور تھی کہ خوشی کے مارے بیدار ہوگئی۔ خوشی کے آثار میرے چہرے پر نظر آرہے تھے۔ پھر کسی طرح کے گزشتہ رنج وغم کا احساس بھی باقی نہیں رہا۔ کافی دیر تک اس خواب کے بارے میں سوچتی رہی۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح دادا کو یہ بات بتاؤں۔ میں ڈر رہی تھی کہ کہیں وہ میری بات کا یقین نہ کریں اور نتیجہ میں مجھے کسی طرح کے نقصان سے دوچار ہونا پڑے۔

یہ سوچ کر میں نے اس بات کو راز ہی میں رکھا اور کسی سے کچھ نہیں کہا۔ لیکن اسی وقت سے مستقبل کا انتظار کرنے لگی۔ روز بہ روز اس نوجوان کی محبت میرے دل میں بڑھ رہی تھی۔ میرا بہت دل چاہتا تھا کہ اپنے مولا کو دیکھوں۔ رفتہ رفتہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا اور امام حسن عسکریؑ کو دیکھنے کی آرزو مجھے بیمار کر دیا۔ یہاں تک کہ سونا اور کھانا پینا بھی کم ہوگیا۔ دادا میری بیماری سے فکر مند تھے۔ طبیب کو بلایا گیا مگر اس کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

میری بیماری امام کی جدائی کی وجہ سے تھی، میری تکلیف امام کی زیارت سے محرومی کے باعث تھی۔ جتنے بھی طبیب آئے اور دوا دی مجھ پر ان دواؤں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس طرح کافی عرصہ گزر گیا اور کوئی طبیب میرا علاج نہ کر سکا۔ میں دوبارہ تنہا اور غمزدہ ہوگئی۔ پھر سے کمرے میں رہنے لگی اور جو خواب دیکھا تھا اس کے بارے میں سوچنے لگی۔ میں آنکھوں کو بند کرتی تھی تاکہ دوبارہ وہی خواب دیکھوں مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ کبھی میں سوچتی تھی کہ شاید یہ میرا وہم تھا اور میں نے کوئی خواب ہی نہیں دیکھا تھا۔ کچھ ہی دنوں بعد میرے دادا کو مسلمانوں سے جنگ کے لئے شہر سے باہر جانا پڑا۔ یہ جنگ کافی عرصہ چلی۔ جب بھی اس جنگ کے بارے میں سوچتی کہ میرے دادا حضرت محمدؐ کے ماننے والوں کے ساتھ جنگ پر گئے ہیں، جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا اور جنہیں حضرت عیسیٰ نے خدا کا آخری نبی بتایا تھا تو میرا دکھ اور بڑھ جاتا۔ کافی عرصہ بعد دادا جنگ سے واپس آ گئے۔ سب لوگ روم کی فتح کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ جن مسلمانوں کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لائے ہیں، ضرور ان کو جیل میں ڈالا جائے گا۔

جنگ کے بعد دادا مجھے دیکھنے کے لئے آئے اور میرے پاس بیٹھ کر محبت سے میرا حال پوچھا۔ انہوں نے جب میرا رنجیدہ چہرہ دیکھا تو خود بھی غمگین ہوگئے اور مجھ سے بولے! ''بیٹی تم کیا سوچ رہی ہو؟ کیا مجھے کچھ نہیں بتاؤ گی؟'' میں سوچ میں پڑ گئی۔ میرا دل چاہتا تھا کہ مسلمانوں کو آزاد کر دیا

جائے۔ میں نے سوچا کہ شاید اس طرح حضرت محمد مجھ سے راضی ہو جائیں اور اس طرح ان کا فرزند مجھ سے خوش ہو جائے۔ اس لئے میں نے کہا: ''کیا میں جو مانگوں گی، آپ مجھے عطا کریں گے؟'' دادا نے محبت سے ہنس کر کہا: ''ہاں جو کچھ بھی تم مانگو گی میں دوں گا۔'' میں نے دادا سے کہا: ''اگر ہو سکے تو عرب کے قیدیوں کو آزاد کر دیں۔ شاید حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ مجھے شفا دے دیں۔'' انہوں نے کچھ دیر میرے چہرے کو تعجب سے دیکھا اور کہا: ''ٹھیک ہے میں حکم دیتا ہوں کہ ان سب کو آزاد کر دیا جائے۔'' دادا نے یہ کہا اور اٹھ کر چلے گئے اور اسی وقت قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا۔ دوسرے دن سے مجھے اپنا حال بہتر محسوس ہونے لگا۔ میں نے سوچا کہ دادا کی نگاہ میں میری اتنی اہمیت ہے کہ انہوں نے میری بات مانی۔ میں یہ بھی سوچ رہی تھی کہ شاید میرے اس کام سے میرے مولا خوش ہو جائیں اور میرے خواب میں دوبارہ آ جائیں۔

اس واقعہ کو کافی عرصہ گزر گیا میں ہر شب مولا کو خواب میں دیکھنے کی امید کے ساتھ سوتی تھی کہ ایک شب جب میں کمرے میں کھڑکی کے پاس لیٹی تھی اور آسمان پر چاند ستاروں کو دیکھ رہی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ میرے دادا کا محل نور سے بھرا ہے اور میں سالوں پہلے کی طرح بہت خوش ہوں۔ اچانک میری عبادت گاہ کی محراب کا دروازہ کھلا اور حضرت مریمؑ وہاں سے باہر آئیں۔ وہ میرے پاس آئیں اور مجھے میرے کمرے میں لے گئیں۔

انہوں نے مجھے حریر کے کپڑے پہنائے اور پھولوں کا تاج میرے سر پر رکھا۔ پھر وہ مجھے اپنے ساتھ ایک بڑے کمرے میں لے گئیں۔ اچانک ایک بزرگ اور نورانی خاتون اس کمرے میں داخل ہوئیں۔ جناب مریمؑ نے جیسے ہی انہیں دیکھا ان کی طرف تیزی سے بڑھیں اور ان سے گلے مل کر ان کے چہرے کا بوسہ لیا اور پھر مجھ سے کہا: ''ملیکہ! یہ بی بی حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں جو تمام عالم کی عورتوں کی سردار، خدا کے آخری نبی حضرت محمدؐ کی بیٹی اور تمہارے شوہر کی ماں ہیں۔ میں انہیں دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھی اور آپ کے دامن کو تھام لیا اور شکوہ کیا کہ بی بی آپکے بیٹے حسنؑ نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا ہے مگر مجھ سے ملنے نہیں آتے۔ میں ان کی جدائی میں بیمار ہوگئی ہوں۔ حضرت زہرا نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا: ''بیٹی ملیکہ تم ابھی تک میرے فرزند کے دین سے واقف نہیں ہو تو پھر کیسے امید رکھتی ہو کہ میرا فرزند تمہیں دیکھنے آئے گا۔ تم اسلام قبول کرلو۔

میں نے بی بی سے کہا: ''مجھے ابھی تک کسی نے اسلام کے بارے میں نہیں بتایا ہے۔''

بی بی نے فرمایا: ''اسلام خدا کا آخری اور کامل دین ہے۔ تم میرے ساتھ کلمۂ شہادت پڑھو۔'' یہ کہہ کر آپ نے کلمہ شہادت پڑھایا۔ میں نے بھی ان کلمات کو زبان پر جاری کیا اور اسی لمحے میری آنکھ کھل گئی۔ نیند سے بیدار ہوجانے کے باوجود مجھے شہزادیٔ دوعالم کے نورانی وجود کا احساس ہورہا تھا۔

میرا کمرہ بھی آپ کے نور سے روشن تھا۔ میں اٹھ کر محراب میں گئی اور بیٹھ کر ان کلمات کی بار بار تکرار کرنے لگی: اشھد ان لا الہ الا اللہ....... یہ کلمات پڑھ کر مجھے سکون محسوس ہوا۔ ایسا لگتا تھا کہ میرا رنج وغم دور ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ایک لمحے کے لئے جب میری آنکھ لگی تو امام حسن عسکریؑ کو دیکھا کہ میرے سامنے کھڑے ہیں اور مہربانی کے ساتھ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آج کے بعد ہر رات مجھے خواب میں دیکھو گی۔'' میں نے تعجب سے پوچھا: ''صرف خواب میں؟''

امامؑ نے فرمایا: ''تھوڑا صبر کرو۔ میں تمہیں بعد میں سمجھاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟'' اس کے بعد سے زیادہ تر راتوں میں اپنے مولا کو خواب میں دیکھتی رہی۔ ایک رات مولا میرے خواب میں آئے اور فرمایا: عنقریب رومیوں اور مسلمانوں میں جنگ ہونے والی ہے۔ تمہارے دادا لشکر کے ساتھ شہر سے باہر جائیں گے۔ تم بھی خادماؤں کا لباس پہن کر ان لوگوں کے ساتھ باہر چلی جانا۔ اس جنگ میں مسلمان فاتح ہوں گے اور بہت سے رومی مرد اور عورتیں اسیر کیے جائیں گے۔ تم بھی کوشش کر کے مسلمانوں کی قیدی بن جانا اس طرح سے میرے پاس آجاؤ گی۔''

میں خواب سے جاگ اٹھی۔ میں ڈر گئی تھی اور امام کی باتوں پر فکر کر رہی تھی۔ کچھ دن گزرے تھے کہ ایک روز اچانک کلیسا کی گھنٹی بجنے لگی اور راستے سپاہیوں سے بھر گئے۔ رومی سپاہیوں نے چاروں طرف سے میرے دادا کے

محل کو گھیر لیا۔ دادا مجھ سے ملنے آئے اور مجھے بتایا کہ میں جنگ کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ رخصت ہو کر باہر چلے گئے۔ اسی لمحے مجھے امامؑ کی بات یاد آ گئی اور میں نے اٹھ کر خادماؤں کا لباس پہنا اور اپنا چہرہ چھپا لیا تاکہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے۔ میں محل سے باہر نکل آئی اور خادماؤں کے ساتھ لشکر کے ہمراہ چلی۔ جیسا امام نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ روم کے لشکر کے شکست ہوئی اور ہم سب قیدی بنا لئے گئے۔ پھر کچھ ہفتہ ہم پانی کا سفر کرتے رہے اس کے بعد ہمیں خشکی پر لایا گیا اور اب ہم تمہارے ساتھ چل رہے ہیں۔''

بشر یہ واقعہ سن کر حیرت میں مبتلا تھا۔ وہ ملیکہ کو سامرا لے گیا۔ جب امام کے گھر پہنچے تو امام نے ان کا فراخدلی سے استقبال کیا۔ ملیکہ کو نرجس نام دیا اور فرمایا: ''اے نرجس تم نے دیکھا کہ کس طرح خداوندِ کریم نے دین اسلام سے تم کو آشنا کیا؟'' نرجس نے کہا: ''اے فرزندِ رسول! آپ بہتر جانتے ہیں۔ یقیناً خداوندِ کریم نے ہمیں بڑی عزت اور خوش نصیبی عطا فرمائی ہے۔''

امامؑ نے فرمایا: ''ہم چاہتے ہیں کہ تم کو عظمت و بزرگی عطا کریں۔ تم بتاؤ کہ ان دو باتوں میں سے کس کو پسند کرتی ہو۔ تمہیں دس ہزار سونے کے سکے عطا کر دیں یا پھر تمہیں ابدی سعادت و عزت سے ہمکنار کر دیں؟''

نرجس نے کہا: ''اے فرزندِ رسول! میں دائمی سعادت اور ہمیشہ کی عزت چاہتی ہوں۔ مجھے دنیاوی دولت کی فکر نہیں ہے۔''

امامؑ نے فرمایا: ''اے نرجس! میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خداوندِ کریم

تم کو ایک بیٹا عطا کرے گا جو مشرق سے مغرب تک پورے عالم کا امام ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جبکہ وہ ظالموں کے ذریعہ پوری طرح ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔''

نرجس نے پوچھا: ''یہ فرزند کس خوش نصیب شخص کا وارث ہوگا؟''

امام نے فرمایا: ''اسی شخص کا وارث ہوگا جس کے لئے میرے جدّ حضرت محمد تمہارے نانا کے پاس شادی کا پیغام لے کر گئے تھے۔'' پھر امام نے پوچھا: ''کیا میرے بیٹے کو پہچانتی ہو؟'' نرجس نے کہا: ''ہاں، خدا کی قسم! ہر شب امام کو خواب میں دیکھتی ہوں۔'' اس کے بعد امامؑ نے کسی کو اپنی بہن حکیمہ خاتون کو بلانے کے لئے بھیجا۔ کچھ لمحات کے بعد جناب حکیمہ امام کے گھر تشریف لائیں۔ امامؑ نے بہن سے فرمایا: ''اے بہن یہ لڑکی وہی نرجس ہے جس کے بارے میں آپ سے پہلے گفتگو کر چکا ہوں۔ اب اسے اپنے گھر لے جایئے اور اسلام کے جتنے آداب اور احکام آپ کو معلوم ہیں، اسے سکھا دیجئے۔ اے بہن! نرجس میرے بیٹے حسن کی ہونے والی شریکِ حیات ہے اور اسی سے صاحب الزمان مہدیؑ کی ولادت ہوگی۔''

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت

اہلبیتؑ اور ائمہ معصومین سے لوگوں کی محبت روز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ اس چیز سے خلیفۂ وقت بہت زیادہ خوفزدہ تھا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ نے امامؑ پر سختیاں بھی بڑھادیں۔ یہاں تک کہ آنحضرت کو مدینے سے بغداد بلا کر ایک فوجی علاقہ میں قید کردیا۔ اس محلے میں خلیفہ کے سپاہی رہتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ امامؑ سے ملیں اور امام سے رابطہ قائم کر کے حضرت کی باتیں سنیں اور اپنی مشکلات کا حل معلوم کریں۔ اس سفر میں امام کے چھوٹے بیٹے آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت ان کی عمر مبارک چار سال تھی۔ امام حسن عسکریؑ نے اس کمسنی میں ایسی فضا میں پرورش پائی اور قریب سے خلیفہ کی سختیوں اور بابا کے زندان جانے کے منظر دیکھے۔ آخرکار عباسی خلیفہ معتز نے ایک گہری چال چلی اور امام علی نقیؑ کو شہید کردیا۔ اس کے بعد شیعوں کی امامت اور رہبری کی ذمہ داری امام حسن عسکریؑ کے کاندھوں پر آگئی۔ مگر آپ کی امامت کا آغاز ہوتے ہی عباسی خلیفہ کی فکرمندی خوف اور وحشت میں بدل گئی کیونکہ سب جانتے تھے کہ حضرت مہدیؑ آپ ہی کے بیٹے ہوں گے۔

ایک عام انسان سے لے کر خلیفہ تک نے رسول مقبولؐ کے بزرگ صحابی جناب سلمان فارسیؓ کا یہ بیان سن رکھا تھا کہ: ایک روز میں پیغمبر کی خدمت میں

حاضر ہوا۔ آنحضرت اپنے چھوٹے نواسے امام حسینؑ کو اپنے زانو پر بٹھائے ہوئے تھے اور آپ کو پیار کر رہے تھے۔ کبھی آنکھوں کو چومتے، کبھی ہونٹوں کا بوسہ لیتے، کبھی سر پر ہاتھ پھیرتے، کبھی آپ کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر چلنے لگتے تھے۔ جب پیغمبر نے میرے تعجب کو دیکھا تو اپنے نواسے سے اس طرح گفتگو شروع کر دی کہ میں بھی سن سکوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے حسینؑ تم امام ہو، امام کے بیٹے اور امام کے بھائی ہو۔ تم حجت خدا ہو، حجت خدا کے بیٹے اور حجت خدا کے بھائی ہو۔ تمہارے نو بیٹے حجت خدا ہوں گے۔ ان میں سے آخری بیٹا مہدیؑ ہوگا۔''

اور اب امام حسینؑ کے آٹھویں بیٹے امام حسن عسکریؑ مسلمانوں کے رہبر تھے۔ سب کو معلوم تھا کہ امام حسینؑ کے وہ فرزند جن کے لئے پیغمبر اکرمؐ نے وعدہ کیا ہے، امام حسن عسکریؑ کے بیٹے ہوں گے۔ عباسی خلیفہ معتمد یہ سب جانتا تھا۔ وہ بھی اپنے آباء واجداد کی روش پر چلتا رہا۔ اس کے باپ دادا نے پہلے امام علی نقیؑ کو مدینہ سے بغداد اور پھر سامرا بلوایا اور مدتوں امام کو نظر بند رکھا اور آخر میں شہید کر دیا۔ معتمد نے بھی انہیں شیطانی چالوں کو اختیار کیا اور امام حسن عسکریؑ کو جو اپنے بابا کے جانشین اور شیعوں کے رہبر تھے نظر بند کر دیا تاکہ جس طرح بھی ہو سکے امام کے بیٹے حضرت مہدیؑ کی ولادت نہ ہونے دے۔

وہ جانتا تھا کہ اگر وہ امام مہدیؑ اس دنیا میں آگئے جن کا وعدہ پیغمبر اسلام

نے کیا ہے تو ان لوگوں کی ظالم اور غصبی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ معتمد نے متعدد چالیں چلیں اور کئی دفعہ امامؑ کو قیدی بنایا۔ نیز اپنے سپاہیوں کے ذریعہ امام کو شہید کرنا چاہا اس کے علاوہ اپنے جاسوسوں کو امام کے گھر کے چاروں طرف اور امام کے آس پاس لگا دیا تا کہ اگر امام کی زوجہ کے یہاں ولادت کے آثار ظاہر ہوں تو فوراً اسے اطلاع کر دیں تا کہ وہ اپنے سپاہیوں کو بھیج کر امامؑ کی زوجہ کو قید کر لے۔ یہ سب بالکل فرعون کے زمانے کی طرح ہو رہا تھا۔ جس طرح فرعون جناب موسیٰ کی پیدائش کے خوف سے حاملہ عورتوں پر کڑی نظر رکھتا تھا اور ان کے بچوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتا تھا اسی طرح معتمد بھی کر رہا تھا لیکن جب خدا کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ جس طرح جناب موسیٰ پیدا ہوئے پھر بڑے ہوئے اور نبوت کے درجہ پر فائز ہو کر فرعون کا خاتمہ کیا اسی طرح دشمنوں کی لاکھ کوشش کے باوجود حضرت امام مہدیؑ کی ولادت ہوئی اور کوئی اسے روک نہیں سکا۔

جناب حکیمہ خاتون امام محمد تقیؑ کی بیٹی، امام علی نقیؑ کی بہن اور امام حسن عسکریؑ کی پھوپھی تھیں۔ امام علی نقیؑ نے پہلے ہی دن نرجس خاتون کو اپنی بہن کے حوالے کر دیا تا کہ وہ انھیں آدابِ اسلامی سکھائیں۔ اس طرح کئی سال گزر گئے اور جناب حکیمہ کو جناب نرجس سے ایک خاص لگاؤ پیدا ہو گیا۔ وہ ہر روز امام حسن عسکریؑ کے گھر جانے لگیں تا کہ جناب نرجس سے ملاقات اور ان کی احوال پرسی کریں۔ ایک دن جناب حکیمہ اپنے بھتیجے امام حسن عسکریؑ

کے گھر آئیں اور آپؑ کی خیریت دریافت کی۔ آپ امامؑ کے پاس کچھ دیر تک بیٹھی رہیں اور امام کے چہرہ کی زیارت کرتی رہیں۔ جناب حکیمہ کو جب بھی اپنے بھائی امام علی نقیؑ کی یاد آتی تھی تو وہ اپنے بھتیجے کی زیارت کر لیتی تھیں۔ انھیں لگتا تھا کہ جیسے بھائی کو دیکھ لیا ہو۔ اس دن بھی جناب حکیمہ اپنے بھتیجے کے پاس بیٹھی ان کے چہرہ کی زیارت کر رہی تھیں کہ اچانک انہوں نے ایک آہ بھر کر کہا: ''بیٹا میں دعا کرتی ہوں کہ خداوند عالم اپنے وعدہ کو جلدی پورا کرے اور آپ کو ایک پاک و پاکیزہ بیٹا عطا کرے۔''

امام حسن عسکریؑ مسکرائے اور فرمایا: ''پھوپھی جان آپ کی دعا قبول ہو گئی اور خداوند عالم کے حکم سے بہت جلد اس بیٹے کی ولادت ہونے والی ہے۔ حکیمہ خاتون یہ سن کر بہت خوش ہوئیں۔ کچھ دیر بھتیجے کے پاس بیٹھیں، بات چیت کی اور پھر وہاں سے اٹھ کر جناب نرجس کے پاس چلی گئیں۔ آپ سورج کے غروب ہونے تک جناب نرجس کے پاس رہیں۔ پھر اپنے گھر جانے کی تیاری کرنے لگیں۔ اس وقت امام حسن عسکریؑ نے اپنی پھوپھی سے فرمایا: ''آج رات ہم لوگوں کے پاس رک جائیں۔'' حکیمہ خاتون نے تعجب سے پوچھا: ''کس لئے؟'' امام نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''کیونکہ جس فرزند کا ہم لوگوں کو انتظار ہے اس کی بہت جلد ولادت ہونے والی ہے۔''

حکیمہ خاتون کو بہت حیرت ہوئی اور پوچھا: ''آج کی رات؟'' امام نے سر ہلا کر فرمایا: ''جی ہاں!'' حکیمہ خاتون نے پوچھا: ''میرے آقا یہ بیٹا آپ کی

کس زوجہ سے متولد ہوگا؟'' امام نے جناب نرجس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''نرجس سے۔'' حلیمہ خاتون نے فرمایا: ''مگر بیٹا نرجس کے ہاں تو ولادت کے آثار نہیں ہیں!'' امام نے اسی طرح مسکراتے ہوئے فرمایا: ''پھوپھی جان جلدی نہ کریں نرجس کے ہاں ولادت کے آثار اسی رات ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ مہدیؑ کی ولادت، جناب موسیٰ کی طرح پوشیدہ ہوگی۔'' حلیمہ خاتون نے امام کے حکم کی اطاعت کی اور اس رات آنحضرتؑ کے گھر رک گئیں۔ حلیمہ خاتون کی عادت تھی کہ رات کو اٹھ کر خدا کی عبادت کیا کرتی تھیں۔ اس رات بھی آپ دعا اور عبادت میں مشغول تھیں۔ آدھی رات گزر چکی تو آپ جانماز سے اٹھیں تاکہ صحن میں جا کر دوبارہ وضو کریں۔ آپ دل میں سوچنے لگیں کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ امام کا وعدہ پورا ہو؟

وضو کر کے آپ حجرہ میں جا کر نمازِ شب کے لئے کھڑی ہو گئیں۔

نرجس خاتون بھی نمازِ شب کے لئے بیدار ہو چکی تھیں۔ نماز کے بعد اچانک جناب حلیمہ خاتون کی نظر جناب نرجس پر پڑی۔ آپ نے محسوس کیا کہ جناب نرجس کی حالت بدل گئی ہے۔ آپ جلدی سے آگے بڑھیں اور جناب نرجس کا سر اپنے کاندھے پر رکھ کر ان سے پوچھا: ''کیسا محسوس ہو رہا ہے؟'' جناب نرجس نے کہا: ''میرے مولا نے جو فرمایا تھا وہ سچ ہونے والا ہے۔'' جناب حلیمہ نے نرجس خاتون کو دیکھا۔ اس وقت تک وہ پوری طرح بدل گئی تھیں اور بالکل اس ماں کی طرح لگ رہی تھیں جس کے ہاں ولادت کا وقت قریب آ چکا

ہو۔ اسی لمحے ایک بچے کی دلنشین آواز آئی۔ ''پھوپھی جان آپ پر سلام ہو۔'' یہ آواز سن کر جناب حکیمہ حیرت میں پڑ گئیں۔ امام حسن عسکریؑ نے دوسرے حجرے سے آواز دی: ''پھوپھی جان تعجب نہ کریں اور گھبرائیں نہیں۔ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے بچوں کو بھی بولنے کی قوت عطا کر دیتا ہے۔''

اسی کے ساتھ جناب حکیمہ خاتون نے سورۂ انا انزلناہ پڑھنا شروع کر دی۔ اسی وقت جناب نرجس اور جناب حکیمہ کے درمیان ایک نور کا پردہ حائل ہو گیا۔ اب حکیمہ خاتون جناب نرجس کو نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ جناب حکیمہ حجرہ سے نکل کر تیزی سے امام حسن عسکریؑ کے پاس گئیں تاکہ امام کو یہ خبر دے سکیں۔ امام مسکرائے اور فرمایا: ''پھوپھی جان حجرہ میں واپس جائیں۔ آپ نرجس کو اپنی جگہ پر پائیں گی۔'' حکیمہ خاتون حجرے میں واپس لوٹ آئیں۔ نور کا پردہ اٹھ چکا تھا اور جناب نرجس اپنی جگہ پر موجود تھیں اور ان کے جسم سے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا نور بلند ہو کر آسمان کی طرف جا رہا تھا۔ جناب نرجس کی گود میں ایک بچہ نظر آ رہا تھا جو سراپا نور تھا۔ جناب حکیمہ خاتون کے حجرہ میں آتے ہی یہ بچہ ماں کی آغوش سے نیچے آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنے لگا۔ کچھ دیر یونہی سجدہ کی حالت میں رہا اور پھر بیٹھ گیا۔ پھر اپنی انگلی کو آسمان کی جانب اٹھا کر کہا: **اشهد ان لا الله الا الله و ان جدی رسول الله و ان ابی امیر المومنین** میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ میرے جد رسول اللہ، خدا کی طرف سے بھیجے گئے رسول اور میرے بابا امیر

المومنین ہیں۔ پھر ایک ایک امام کا نام لیا اور ان سب کی امامت کی گواہی دی۔ یہاں تک کہ اپنے نام تک پہونچے۔ اس وقت فرمایا: "پروردگارا! میرے سلسلے میں اپنے وعدہ کو پورا کردے اور میرے امور کو مکمل فرما۔ نیز اس راہ میں مجھے ثابت قدم قرار دے اور اس زمین کو میرے ذریعہ عدل و انصاف سے بھر دے۔"

حکیمہ خاتون اس نومولود کو غور سے دیکھ رہی تھیں اور اس کی باتوں کو پوری توجہ سے سن رہی تھیں۔ اس کی گفتگو کے ہر کلمہ سے جناب حکیمہ خاتون کی حیرت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ جب نومولود یہ سب باتیں کر چکا تو امام حسن عسکریؑ نے آواز دی: "پھوپھی جان میرے بیٹے کو میرے پاس لے آئیں۔" حکیمہ خاتون نے جھک کر بچے کو گود میں لیا اور حجرہ سے باہر آگئیں۔ دوسرے حجرے میں پہنچ کر جب بچے کی نگاہ اپنے بابا پر پڑی تو سلام کیا۔ امامؑ نے بیٹے کے سلام کا جواب دیا اسے پھوپھی کے ہاتھ سے لیا اور اس پُرنور اور پھول سے بچے کو دیکھا، اس کی آنکھ کو چوما، منہ کو سونگھا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ پھر بچے کو بائیں ہاتھ میں لیا اور اپنے داہنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور فرمایا: "اے بیٹا خدا کی قدرت سے بات چیت کرو۔ اس وقت حضرت مہدیؑ نے ان آیات کی تلاوت شروع کی: بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض و نری فرعون و ھامان و جنودھما منھم ما کانوا یحذرون (۱)

حجت خدا

احمد بن اسحاق امام نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے مخلص شیعہ تھے انہوں نے متعدد بار ان دو اماموں سے دوسرے ائمہ اور پیغمبر اکرم کی یہ حدیث سنی تھی کہ امام حسینؑ کی نسل سے آپکا نواں فرزند مہدیؑ ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

احمد نے کافی عرصہ پہلے امام حسن عسکریؑ کے قریبی اصحاب سے سنا تھا کہ امام مہدیؑ کی ولادت ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس فرزند کی خدمت میں پہنچ کر قریب سے آپ کی زیارت کریں۔ ایک روز احمد بن اسحاق سامرا گئے اور امام کے بیت الشرف پہنچ کر دروازہ پر دستک دی۔ امام نے خوش ہو کر انھیں اندر بلایا اور اپنے قریب بٹھایا۔ امام نے اس سے پہلے کہ احمد کچھ کہتے خود ہی فرمایا: ''اے احمد! جب سے خدا نے جناب آدم کو خلق کیا ہے، اسی وقت سے ایک لمحے کے لئے بھی زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہی اور قیامت تک حجت خدا سے خالی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حجت خدا کے ذریعہ ہی انسانوں سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ یہ حجت خدا کے وجود کی برکت ہے کہ بارش ہوتی ہے اور اللہ کی برکتیں زمین پر نازل ہوتی ہیں۔

احمد بن اسحاق کو مناسب موقع ملا اور خوش ہو کر امام سے پوچھا: ''اے فرزند رسول! میں اس لیے آیا ہوں تا کہ دریافت کرسکوں کہ آپکے بعد حجت خدا کون ہوگا؟''

امام حسن عسکریؑ چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد اٹھ کر بغیر کچھ کہے دوسرے کمرے میں گئے۔ جب واپس لوٹے تو امام کی آغوش میں تین سال کا بچہ تھا جس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ احمد اس بچے کو دیکھ کر بے اختیار ادب سے کھڑے ہو گئے اور سلام کیا۔ امام نے احمد سے فرمایا: ''اے ابنِ اسحاق! جان لو اگر خدا کے نزدیک صاحب منزلت نہ ہوتے اور ہمیں تم پر بھروسہ نہ ہوتا تو تم کو اس بیٹے کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوتا۔ یہ بیٹا وہی مہدیؑ ہے جس کا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ اس کا نام پیغمبر کا نام اور اس کی کنیت پیغمبرؐ کی کنیت ہے۔ یہ اس دنیا کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد! مسلمانوں کے درمیان میرے بیٹے کی حیثیت خضر اور ذوالقرنین جیسی ہے۔ خدا کی قسم! یہ غیبت میں چلا جائے گا اور اس کی غیبت کے زمانے میں اس کی امامت پر ایمان رکھنے والوں اور اس کے ظہور کی خدا سے دعا کرنے والوں کے سوا باقی سب لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔''

احمد بن اسحاق نے پوچھا: ''اے فرزند رسول! کیا آپ کے اس فرزند کی کوئی ایسی نشانی ہے جس سے دل کو اور اطمینان حاصل ہو؟''

اس سے پہلے کہ امام حسن عسکریؑ کوئی جواب دیتے، حضرت امام مہدیؑ نے فرمایا: ''میں اس روئے زمین پر بقیۃ اللہ ہوں اور میں ہی خدا کے دشمنوں سے انتقام لوں گا۔''

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: ''اے احمد! اس نشانی کا مشاہدہ کر کے تمہارے دل کو اطمینان حاصل ہوا یا کوئی اور علامت دیکھنا چاہتے ہو؟'' احمد بن اسحاق نے ادب سے کہا: ''میرے مولا! میرے دل کو سکون مل گیا آپ کے فرامین پر پہلے ہی اطمینان تھا اس میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔''

تین نشانیاں تین تصویریں

ابوادیان امام حسن عسکریؑ کے باوفا اصحاب میں سے تھے۔ امام کو ان پر اتنا بھروسہ تھا کہ رازداری والے خطوط ان کو دیتے تھے تاکہ وہ دوسرے شہروں میں جا کر انھیں ان اشخاص تک پہونچائیں جنہیں امامؑ نے خطوط بھیجے ہیں۔

ایک دن امامؑ نے ابوادیان کو بلوایا۔ ابوادیان جانتے تھے کہ امام بیمار ہیں اور کچھ دن سے بستر پر ہیں، اس لئے گھبرا گئے اور جلدی سے امام کے گھر پہنچے۔ ابوادیان امام کے نزدیک بیٹھ گئے۔ امام کو بخار تھا اور آپ کی سانسیں معمول سے زیادہ تیز چل رہی تھیں۔ ابوادیان نے سلام کیا۔ امامؑ نے آنکھوں کو کھولا اور آہستہ سے ابوادیان کے سلام کا جواب دیا۔ ابوادیان امامؑ کے قریب ہوکر جھکے اور ادب سے پوچھا: ''مولا میرے لئے کیا حکم ہے؟''

امامؑ نے پھر آنکھوں کو کھولا اور کچھ دیر تک ابوادیان کے چہرے کو غور سے دیکھتے رہے پھر دائیں طرف مڑ کر بستر کے نیچے سے کچھ خطوط نکالے۔ ابوادیان نے خطوط کو دیکھا۔ خطوط امام کی تحریر میں تھے اور ان پر امامؑ کی مہر تھی۔ امامؑ نے ان خطوط کو ابوادیان کو دیا اور فرمایا: ''اے ابوادیان ان خطوط کو مدائن لے جاؤ اور انہیں میرے چاہنے والوں تک پہنچا دو۔ میں نے ان لوگوں کے نام ان خطوط پر لکھ دیئے ہیں۔ تمہارا سفر پندرہ دن کا ہوگا۔ اس دوران حکومت کے کارندوں کی نظروں سے بچ کر رہنا اور ان خطوط کو چھپا کر رکھنا۔ کیونکہ ان

خطوط میں، میں نے اپنے شیعوں کے لئے نصیحتیں لکھی ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ میرے بعد ان کے کیا فرائض ہیں۔

ابوادیان امامؑ سے ان خطوط کو لے کر اپنے کپڑوں میں چھپالیا اور اسی طرح امامؑ کے چہرے پر نگاہ کیئے رہے۔ امامؑ آنکھیں بند کرچکے تھے ابوادیان نے سمجھا کہ امامؑ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسی لئے پریشان ہوکر پوچھا: اے فرزند رسول! آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اجازت ہو تو حکیم کو بلاؤں؟''

امامؑ نے اسی آہستگی اور مہربانی سے فرمایا: ''نہیں ابوادیان! اس بار خلیفہ نے اپنا کام کردیا ہے۔ حکیم اب کچھ نہیں کرسکتا۔ جب تم اس سفر سے واپس آؤ گے تو مجھے نہ پاؤ گے۔ تمہارا سفر پندرہ دن کا ہوگا جب تم سامرا سے واپس آؤ گے تو اس وقت تک میں اس دنیا سے جاچکا ہوں گا اور میرے گھر سے گریہ کی آوازیں آرہی ہوں گی۔'' یہ سن کر ابوادیان کا گلا رندھ گیا۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ امامؑ نے جیسا فرمایا ہے ویسا ہی ہوگا۔ وہ کچھ لمحے خاموش رہے پھر آنکھوں سے آنسو پوچھ کر سوچنے لگے کہ میں امامؑ کو آخری بار دیکھ رہا ہوں یعنی میں اس چہرہ اقدس کی دوبارہ زیارت نہیں کرسکوں گا۔

اچانک ان کے دماغ میں ایک خیال آیا کہ امامؑ کے بعد کس کی پیروی کرنا چاہیۓ؟ امام کے بعد کون ہوگا؟ یہ سوال ابوادیان کے لئے اتنا اہم تھا کہ اس نے اسی رندھی ہوئی آواز میں پوچھا: ''اے فرزند رسول! آپ کے بعد ہمارا امام کون ہوگا؟'' امام نے آنکھوں کو کھولا اور فرمایا: جو تم سے میرے

ان خطوط کا جواب مانگے گا وہی تمہارا امام ہوگا۔"

ابو ادیان نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد سوال کیا۔ "میرے مولا! دوسری نشانی بتایئے۔" امامؑ نے فرمایا: "جو میرے جنازہ پر نماز پڑھے گا وہ تمہارا امام اور میرا جانشین ہوگا۔" ابو ادیان نے پوچھا: "اے حجت خدا! کیا کوئی اور نشانی ہے؟" امامؑ نے فرمایا: ایک اور نشانی یہ ہے کہ وہ یہ بھی بتائے گا کہ تمہاری تھیلی میں کیا رکھا ہے؟ ابو ادیان چاہتے تھے کہ اور سوال کریں مگر انہوں نے محسوس کیا کہ امام کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور مزید سوالات کے جواب سے امامؑ کو زحمت ہوگی حالانکہ ان کا دل چاہتا تھا کہ امامؑ کے پاس رہیں مگر امامؑ کے حکم کی اطاعت کی اور سفر پر چلے گئے۔ ان کو مدائن پہنچنے میں چند دن لگ گئے۔ اس عرصے میں ابو ادیان غمگین اور پریشان رہے اور ہر وقت امام کی باتوں پر غور و فکر کرتے رہے۔ انہیں اس بات کا شدید صدمہ تھا کہ امامؑ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوگی اور اسی میں آپ کی شہادت ہو جائے گی۔ اسی طرح وہ سوچ رہے تھے کہ امامؑ نے اپنے جس جانشین کے بارے میں نشانیاں بتائی ہیں، وہ کون ہوگا؟ ابو ادیان نے اپنے دل میں کہا کہ آخر امام کا وہ جانشین کون ہے جو آنحضرتؑ کے بعد ہمارا امام ہوگا؟ جب وہ مدائن پہونچے تو انہوں نے امام کے چاہنے والوں کو تلاش کر کے انہیں امامؑ کے خطوط دیئے اور ان کے جواب لئے۔ اس کام میں کچھ دن لگ گئے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ سامرہ کی طرف روانہ ہو گئے اور جلد ہی منزل تک پہنچ گئے۔ سامرہ پہنچ کر وہ سیدھے امام کے

گھر کی طرف گئے۔ ان کا دل بے چین اور پریشان تھا۔ اس روز کی امامؑ کی باتیں ایک لمحے کے لئے بھی ان کے ذہن سے نہیں نکلی تھیں۔ جب امامؑ کے گھر کے قریب پہنچے تو انہوں نے وہاں گریہ وزاری کی آوازیں سنیں۔ یہ سب بالکل اسی طرح ہو رہا تھا جس طرح امامؑ نے فرمایا تھا۔

ابوادیان امامؑ کے گھر کے سامنے گھوڑے سے اترے اور اسے باندھ کر گھر میں داخل ہو گئے۔ امام کے چاہنے والوں میں سے کچھ لوگ آپ کے گھر میں جمع تھے اور گھر والے فریاد و بکاء کر رہے تھے۔ ابوادیان بھی ایک کونے میں کھڑے ہو گئے کیونکہ اب ان کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے آنسوؤں کو روک سکیں۔ اچانک امامؑ کے حجرے کے سامنے بھیڑ لگ گئی۔ ابوادیان نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ امامؑ کا جنازہ نماز کے لئے باہر لایا جانے والا ہو لیکن ابو ادیان نے امامؑ کے بھائی جعفر کو دیکھا جو حجرہ سے باہر آرہے تھے۔ جعفر امام حسن عسکریؑ کے بھائی تھے مگر خلیفہ کے دربار میں ان کی رفت و آمد سے ہر ایک واقف تھا۔ وہ اکثر موقعوں پر امامؑ کے دشمنوں کا ساتھ دیتے تھے۔ اسی وجہ سے لوگ ان کو جعفر کذاب کہا کرتے تھے۔

کذاب اس شخص کو کہتے ہیں جو بہت زیادہ جھوٹ بولتا ہو۔ اس کے علاوہ جعفر اسلامی احکام پر بھی ٹھیک طرح سے عمل نہیں کرتے تھے اور کبھی کبھی اسلام کے احکام کی خلاف ورزی بھی کر جاتے تھے۔

ابوادیان کی نظر جعفر پر تھی وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ جعفر کیا کرنے

جا رہے ہیں!؟ انہوں نے دیکھا کہ جعفر تکبر کے ساتھ امامؑ کے گھر کے صحن سے گزر کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ کچھ لوگ ان کے گرد جمع ہو کر انہیں مبارکباد دینے لگے! جعفر اپنے بھائی امام حسن عسکریؑ کے شہید ہو جانے پر خوش نظر آ رہے تھے کیوں کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ امام کے بعد ان کو امامت و رہبری کا منصب مل جائیگا۔

یہ سب دیکھ کر ابوادیان کو افسوس ہوا اور وہ پریشان بھی ہو گئے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ لوگوں نے کس طرح جعفر جیسے شخص کی بیعت کر کے اسے اپنا رہنما مان لیا ہے! اس وقت انہیں امامؑ کی باتیں یاد آنے لگیں جو امامؑ نے اپنے جانشین کے بارے میں بتائی تھیں۔ اسی لمحے عورتوں کے گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور امامؑ کا جنازہ حجرے سے باہر لایا گیا۔ ایک شخص دوڑ کر جعفر کے پاس گیا اور کہا: ”آپ کے بھائی کا جنازہ نماز کے لئے تیار ہے چلئے نماز میت پڑھایئے۔“

ابوادیان بے یقینی کے ساتھ جعفر کے ہمراہ امامؑ کے جنازہ پر پہنچے۔ وہ یہ دیکھنا چاہ رہے تھے کہ کیا واقعی جعفر امامؑ کی نماز میت پڑھاتے ہیں؟! سب لوگ نماز جنازہ کے لئے صف بنا کر کھڑے ہو گئے جعفر امامؑ کے جنازہ کے پاس سب سے آگے کھڑے تھے۔ ابوادیان نے اپنے ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور آنکھیں بند کرلیں وہ نہیں چاہتے تھے کہ جعفر کو شیعوں کا امام اور رہنما بنتے ہوئے دیکھیں۔

اچانک لوگوں کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ سب کسی کو سلام کر رہے تھے۔ ابوادیان نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ایک گندمی رنگت، سیاہ بال اور نورانی چہرے والے کمسن صاحبزادے پردہ سے باہر تشریف لائے اور امامؑ کے جنازہ کے نزدیک کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے جعفر کے دامن کو پکڑ کر انہیں ہٹا دیا اور سخت آواز میں کہا: ''چچا آپ پیچھے جایئے میں اپنے بابا کے جنازہ پر نماز پڑھوں گا۔''

ابوادیان نے کئی بار امام حسن عسکریؑ کے اصحاب سے آنحضرت کے ایک بیٹے کے بارے میں سنا تھا مگر کبھی انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن آج ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ امامؑ کے بیٹے نے نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جعفر بھی بغیر کچھ کہے امامؑ کے جنازہ سے دور ہٹ گئے اور امامؑ کے گھر سے باہر نکل گئے۔ ابوادیان نے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے وہ اب دوسری اور تیسری نشانی کے منتظر تھے۔ نماز کے بعد لوگ امامؑ کے جنازہ کو آپ کے حجرے میں لے گئے تاکہ وہیں دفن کریں۔ امامؑ کے بیٹے آگے بڑھے اور ابوادیان سے کہا: ''اے ابوادیان! میرے بابا کے خطوط کے جوابات مجھے دے دو جو اپنی تھیلی میں چھپا رکھے ہیں۔'' آپ کی اس گفتگو سے بقیہ دو علامتیں بھی ظاہر ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر ابوادیان بہت خوش ہوئے اور جلدی سے اپنے کپڑوں میں سے ایک چھوٹی سی تھیلی نکال کر اس میں رکھے ہوئے خطوط امامؑ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

ابوادیان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کیونکہ انہیں اپنا امام مل گیا تھا۔انہوں نے امامؑ برحق کو پہچان لیا تھا۔وہ اسی سوچ میں تھے کہ اچانک گھر کے باہر سے شوروغل کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ آواز خلیفہ کے سپاہیوں اور گھوڑے کی ٹاپوں کی تھیں۔سپاہی بغیر اجازت امامؑ کے گھر میں گھس آئے اور ہرطرف امامؑ کو ڈھونڈنے لگے۔ ہرایک سے امام عسکریؑ کے چھوٹے فرزند کے بارے میں پوچھا، ہرجگہ تلاش کیا مگر آپ کو نہ پاسکے کیونکہ آپؑ جس نورانی پردہ سے تشریف لائے تھے پھراسی کے پیچھے چلے گئے تھے۔

خلیفہ کے سپاہی جب ناامید اور پریشان ہوگئے تو فرزند امامؑ کے بدلے آپکی والدہ جناب نرجس خاتون کو گرفتار کرکے دربار میں لے گئے اس وقت سے حضرت مہدیؑ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگئے۔

چار امانت دار نائب

غیبت صغریٰ کے دوران لوگوں کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ جب چاہیں اپنے امامؑ سے مل سکیں یا بات کرسکیں لیکن امامؑ سے انکا رابطہ ٹوٹا نہیں تھا۔ جس کو امام زمانہؑ سے کوئی کام ہوتا وہ نائب امام کے پاس جاتا اور اپنی بات بتا دیتا۔ نائب امام شیعوں اور امام کے درمیان رابطہ کا کام کرتے تھے اور وہی امام سے ملاقات کر کے لوگوں کے مسائل امامؑ سے بیان کرتے تھے۔ اسی طرح ان کا حل امامؑ سے معلوم کر کے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔

امامؑ کے پہلے نائب جناب عثمان بن سعید تھے۔ آپ امام حسن عسکریؑ کے بہت قریبی صحابی تھے امامؑ کو ان پر بہت بھروسہ تھا۔ امامؑ کی شہادت کے بعد جب آپ کے بیٹے امام مہدیؑ لوگوں کے امام ہوئے تو جناب عثمان بن سعید امام زمانہؑ کے بھی قریبی صحابی قرار پائے۔ غیبت کے زمانے میں صرف جناب عثمان بن سعید کو امام کی وہ جگہ معلوم تھی جہاں آپ سے ملاقات کی جا سکتی تھی۔

عثمان بن سعید کے بعد ان کے بیٹے محمد بن عثمان لوگوں کے لئے امام تک پہونچنے کا وسیلہ بنے۔ پھر جناب حسین بن روح نوبختی اور ان کے بعد جناب علی بن محمد سمری امام زمانہؑ کے نائب قرار پائے۔ امام زمانہؑ کے ان نائبوں کو نواب اربعہ کہتے ہیں یعنی امام زمانہؑ کے چار نائب۔ اس زمانے میں لوگوں کو اگر امامؑ سے کوئی کام ہوتا تھا تو ان نائبوں کے ذریعہ انہیں آپ تک پہونچاتے تھے۔ اس دوران

امام کے کچھ قریبی افراد کے سوا کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔ امام کی یہ غیبت ۶۹ سال تک جاری رہی۔ اس کو غیبت صغریٰ کہتے ہیں جس کا مطلب مختصر مدت کی غیبت ہے۔

غائب مگر با خبر

ابراہیم بن مہزیار اہوازی امام حسن عسکریؑ اور امام زمانہؑ کے باوفا اصحاب میں سے تھے۔ وہ اہواز شہر میں امامؑ کے نمائندہ کی حیثیت رکھتے تھے اور لوگ اپنے سوال یا مسائل کے حل کے لئے ان سے ملاقات کرتے تھے۔ اسی طرح لوگ سہم امامؑ ابراہیم کے حوالے کرتے تھے تا کہ وہ اسے امام تک پہنچا دیں۔ امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد امام مہدیؑ کی امامت کے زمانے میں ابراہیم کے پاس سہم امام زیادہ جمع ہو گیا تھا۔ انہوں نے ایک بڑی کشتی کرایہ پر لی تا کہ تمام اموال کو بغداد اور وہاں سے سامرہ پہنچا دیں۔ لیکن وہ بیمار پڑ گئے اور کچھ ہی عرصے میں ان کی بیماری اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ وہ سمجھ گئے کہ اب تندرست نہیں ہو سکیں گے۔ اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے محمد کو بلایا اور کہا:

''بیٹا! یہ مال جو ہمارے گھر میں ہے وہ سہم امام اور امام زمانہ کا ہے۔ یہ وہ مال ہے جو لوگوں نے مجھے سونپا ہے تا کہ یہ مالک تک پہنچا دوں۔ تم جانتے ہو کہ میں سفر کی تیاری کر رہا تھا یہاں تک کہ کشتی بھی کرایہ پر لے لی تھی مگر میری عمر تمام ہونے والی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب صحت یاب ہو کر اٹھوں گا۔ میرے مرنے کے بعد تم یہ مال کشتی میں رکھ کر لے جانا اور اسے نائب امامؑ کے حوالے کر دینا تا کہ وہ اسے امامؑ تک پہونچا دیں۔

محمد نے اپنے باپ سے ہاں تو کہہ دیا مگر اسے اطمینان نہیں تھا۔ اس نے باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے مال کشتی میں رکھا اور بغداد کی طرف روانہ ہوگیا۔ اسے امام سے ملاقات کی امید نہ تھی۔ اس نے اس بارے میں کسی سے بات نہیں کی یہاں تک کہ جب بغداد پہنچا تب بھی اس نے نہ تو کسی سے امامؑ کے نائب کے بارے میں پوچھا اور نہ ہی امامؑ کے نمائندہ اور نائب کو تلاش کیا۔

محمد نے دل میں کہا کہ اگر واقعی امام موجود ہیں تو اپنا مال لینے کے لئے اپنے نمائندہ کو خود ہی بھیجیں گے۔ محمد نے کشتی کو ساحل پر چھوڑ دیا تھا اور بغداد میں ایک حجرہ کرایہ پر لے کر اس میں رہنے لگا۔ وہ وہیں امامؑ کا انتظار کرنے لگا۔ ایک دن گزر گیا مگر کوئی مال کی تلاش میں نہ آیا۔ دوسرا دن آدھا گزرا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ محمد نے دروازہ کھولا تو ایک شخص دروازہ کے پیچھے کھڑا تھا۔ محمد نے سلام کیا۔ اس شخص نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد اپنے لباس میں سے ایک خط نکال کر محمد کو دیا۔ محمد نے خط کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا: ''اے محمد بن ابراہیم مہزیار! تمہارے پاس کچھ امانتیں ہیں جس کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ ....''

محمد نے خط پڑھ کر تعجب سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔ محمد کی نظر میں یہ سب چیزیں تعجب انگیز تھیں کیونکہ خط میں تمام اموال کی نشانیاں تفصیل سے لکھی تھیں اور ساری نشانیاں بالکل صحیح تھیں جبکہ جس وقت وہ سامان تیار کر رہا

تھا اس وقت اس کے علاوہ کوئی اور اس جگہ پر موجود نہ تھا۔ محمد نے خط پڑھا تو سارے شکوک وشبہات اس کے دل سے نکل گئے۔ یہ امام زمانہؑ کا خط تھا۔ وہ امام جن کے پاس خدا کا عطا کردہ علم ہے۔ آپ کے علاوہ کوئی اور اس خط کو اتنی تفصیل کے ساتھ نہیں لکھ سکتا تھا۔

محمد نے سامان کشتی سے اتارا اور خط لانے والے کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اسے امامؑ تک پہنچا دے۔ اس کے بعد کچھ دن اور بغداد میں رکا جب ایک دو دن گزر گئے تو خود سوچنے لگا افسوس! کہ اس خط لانے والے کے ساتھ چلا جاتا اور امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ احمد کو بہت افسوس ہوا۔ اس کے بعد دوسرے دن اس کو امامؑ کا دوسرا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ:

اے محمد! ہم نے تم کو تمہارے والد کا جانشین قرار دیا ہے اس لئے خدا کا شکر ادا کرو۔

دوست کے نام خط

جن خوش نصیبوں سے امامؑ کا رابطہ رہا ان میں سے ایک جناب شیخ مفیدؒ ہیں جن کو امامؑ نے خط لکھا تھا۔ اس خط میں حضرت امام عصرؑ نے اپنے دست مبارک سے یوں تحریر فرمایا تھا:

''یہ خط شیخ مفید کے نام ہے جو ایک مومن بھائی اور نیک دوست ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔تم پر سلام ہوا ے مخلص دوست! ہمارے بارے میں تمہارا عقیدہ، علم و یقین کی بنیاد پر ہے۔ ہم تمہارے وجود پر اس خدا کا شکر بجالاتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اسی ذات لازوال سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے مولا و پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی طیب و طاہر اولاد پر رحمت نازل فرمائے اور تمہاری اس توفیق کو دوام عطا کرے جس کے ذریعہ تم حق کی مدد و نصرت کرتے ہو اور تمہاری اس نیکی کے صلہ میں ہماری احادیث کے بیان میں صداقت عطا فرمائے۔

میں تمہیں خبر دے رہا ہوں کہ ہمیں تم سے خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ قائم کر کے تمہیں شرف و عزت عطا کرنے کی اجازت ملی۔ ہم تمہیں یہ ذمہ داری دے رہے ہیں کہ جو کچھ تمہیں لکھ رہے ہیں اسے ہمارے چاہنے والوں تک پہنچاؤ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ صرف وہی عمل انجام دے جو ہماری ولایت کے ذریعہ اسے حاصل ہوا ہو اور ہر اس کام سے دوری اختیار کرے جو اس کی منزلت و مقام کے خلاف ہو اور ہماری خوشنودی کا باعث نہ ہو کیونکہ خدا انسانوں کو ناگہانی طور پر موت سے ہمکنار کرتا ہے اور وہ سب اچانک مرتے

ہیں۔ اس وقت توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور ندامت بھی اسے نجات نہیں دلا سکے گی۔ یہ خط تمہارے نام ہے اے برادر دوست اور ہماری محبت میں مخلص اور ہمارے باوفا یاور............"

انتظار

جب سے امام زمانہؑ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوئے ہیں، بہت سے مسلمانوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ان حالات میں ہم لوگ امامؑ کو قریب سے نہیں دیکھ سکتے اور نہ آپ سے اپنے سوالات پوچھ سکتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ ہمیں کب تک امامؑ کے انتظار میں صبر کرنا ہوگا؟

مومنین کی اس حالت کو انتظارِ فرج کہتے ہیں یعنی امام زمانہؑ کے ظہور کا انتظار کرنا، ایسے امامؑ کا انتظار کرنا جو رسول اور ائمہ معصومین کے فرمان کے مطابق ایک دن ظہور فرمائیں گے اور اس زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

انتظارِ فرج یعنی امام زمانہؑ کی امامت پر پورا یقین۔ یہ عقیدہ اور یقین توحید، رسالت اور امامت نیز تمام باقی اسلامی عقاید کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ امام مہدیؑ کی امامت پر ایمان رکھنا، ولایت پر ایمان کی علامت ہے۔ یہی ایمان تمام اعمال کے مقبول ہونے کی اہم شرط ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: اسلام کے پانچ بنیادی ستون ہیں نماز، زکات، حج، روزہ اور ولایت۔ جس طرح ولایت کے اقرار کے لئے تاکید کی گئی ہے اسی طرح کسی اور چیز پر زور نہیں دیا گیا ہے مگر بہت سے لوگ اسلام کے چار

بنیادی اصولوں کو تو قبول کرتے ہیں مگر ولایت کو قبول نہیں کرتے۔ خدا کی قسم اگر کوئی شخص ساری رات عبادت و نماز میں گزارے اور دن میں روزے رکھے مگر ولایت کو قبول نہ کرے اور اسی حالت میں مرجائے تو اس کی نماز و روزہ اور عبادت قابل قبول نہیں ہوگی۔

(روزگار رہائی جلد ا ص ۳۵۲ ح ۳۵۱)

پیغمبر اکرم ﷺ کی دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے کہ امام کے ظہور کا انتظار عبادت ہے۔ میری امت کا بہترین عمل، خدا سے امام کے ظہور کی دعا کرنا ہے۔ (روزگار رہائی جلد ا ص ۳۵۳ ح ۳۵۲) اسی طرح مولا علیؑ سے روایت ہے کہ "سب سے بڑی عبادت خاموشی اور ظہور کا انتظار ہے۔" (روزگار رہائی جلد ا ص ۳۵۳ ح ۳۵۳) امام کے ظہور کا انتظار کرنا غیب پر ایمان رکھنا ہے اور غیب پر ایمان انسان کو نیک عمل کی ترغیب دیتا ہے اور اس کو صحیح عقیدہ پر باقی رہنے کی قوت عطا کرتا ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ اور آپ کے بھائی

مہاجر اور انصار میں سے کچھ لوگ پیغمبر اکرم ﷺ کے گرد جمع تھے اور آپ ان سے محو گفتگو تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے میرے صحابیو اور مومنو! جان لو کہ تم لوگوں کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں ایسے لوگ ہوں گے جن میں سے ہر شخص کے ایک نیک عمل کا ثواب تم میں سے پچاس لوگوں کے نیک عمل کے برابر ہوگا۔''

یہ سن کر مسلمان بہت حیران ہوئے ان میں سے ایک نے پوچھا: ''اے خدا کے رسول! ہم ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے، مکہ سے آپ کے ساتھ ہجرت کی، اپنا گھربار چھوڑ کر مدینے آگئے تا کہ آپ کی اور آپ کے دین کی مدد کریں۔ ہم نے جنگ بدر، احد اور حنین میں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ لڑی اور ہمارے ہی درمیان قرآن بھی نازل ہوا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ہم سے زیادہ با فضیلت ہوں؟

پیغمبر اکرم ﷺ مسلمانوں کی جانب دیکھا اور مسکرا کر فرمایا: ''ہاں اسی طرح ہوگا جس طرح میں نے خبر دی ہے۔ وہ حالات جو ان پر گزریں گے اگر تم پر آن پڑیں تو تم لوگ ان کے جیسا صبر نہیں کر سکتے اور ان کی طرح ایمان پر ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔''

ایک مسلمان نے کہا: ''یا رسول اللہ! وہ زمانہ، کیسا ہوگا؟''

پیغمبر اکرم ﷺ نے اسی نرم لہجے میں فرمایا: ''ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ

ظلم وستم مومنین کے دلوں کو رنجیدہ کردے گا اور ان سب کو اتنا دباؤ میں رکھا جائے گا کہ گویا وہ سب ختم ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح جیسے نمک میں پانی گھل جاتا ہے۔ اس زمانہ میں حقیقی مسلمان خوف وہراس کے ساتھ راستہ چلیں گے اور اگر وہ کچھ کہیں گے تو ظالم ان کو قتل کردیں گے اور اگر خاموش رہیں گے تو غم سے گھٹ کر مرجائیں گے۔

سب لوگ خاموشی سے پیغمبر اکرم ﷺ کے بیان کو غور سے سن رہے تھے۔ آنحضرتؐ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئے پھر دستِ مبارک کو آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا: ''خداوندا! میرے بھائیوں کو مجھے دکھادے۔'' ایک بوڑھا شخص جس کے بال سفید ہو چکے تھے اور کمر جھکی ہوئی تھی، آنحضرتؐ سے کہنے لگا: ''یارسول اللہ! آج آپ کی باتیں بڑی عجیب لگ رہی ہیں۔ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہیں ہیں؟''

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: ''تم لوگ میرے صحابی ہو۔ میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو آخری زمانے میں آئیں گے۔ وہ لوگ اگرچہ مجھے نہیں دیکھیں گے اور میری باتوں کو نہیں سنیں گے پھر بھی مجھ پر ایمان لائیں گے۔ ان لوگوں کی اپنے دین کے لئے استقامت اور ثابت قدمی، آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھ سے پکڑنے سے زیادہ سخت ہوگی۔ اسی بوڑھے شخص نے کہا: ''وہ آخری زمانہ کونسا ہوگا؟''

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: ''اس خدا کی قسم جس نے مجھے زندگی عطا کی اور پیغمبری سے نوازا، یہ وہ زمانہ ہوگا جب میرا فرزند 'قائم' ایک طویل عرصے کے

لئے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے گا۔ اس زمانے میں لوگ کہیں گے کہ خدا کو آل محمدؑ کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح دوسرا گروہ بھی اس کی امامت اور رہبری میں شک کرے گا۔ مگر حقیقی مومن مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر باقی رہیں گے اور اپنے آپ کو ہر طرح کے شک وشبہ سے محفوظ رکھیں گے تا کہ شیطان ان کو بہکا نہ سکے۔ وہ لوگ میرے بھائی ہوں گے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہوں گے جو میرے قائم کی غیبت کے زمانے میں صبر کریں گے اور اسی طرح وہ لوگ بھی خوش نصیب ہوں گے جو اس کی محبت پر ثابت قدم رہیں گے۔''

جناب ابراھیمؑ کے واحد وارث

ایک دن حضرت علیؑ اپنے چھوٹے صاجزادے امام حسینؑ کے ساتھ کھجور کے باغ میں تھے۔ آنحضرتؑ کنویں سے پانی نکال کر برتن میں بھر رہے تھے اور امام حسینؑ اس برتن کو لے جا کر پانی درختوں میں ڈال رہے تھے۔ جب امام حسینؑ کنویں کے پاس واپس لوٹ کر آئے تو اپنے بابا کو فکر میں ڈوبا دیکھا۔ مولا علیؑ رسّی کو ہاتھ میں پکڑے دور خلاء میں دیکھ رہے تھے۔ امام حسینؑ کچھ دیر کھڑے رہے اور بابا کو دیکھا۔ مولا اچانک متوجہ ہوئے اور اپنے بیٹے حسینؑ کو دیکھ کر مسکرائے۔ امام حسینؑ نے اس کا سبب دریافت کرنے کے لئے بابا سے پوچھا: ''بابا آپ کیا سوچ رہے تھے؟''

حضرت علیؑ سیدھے کھڑے ہوگئے اور جس رسی سے پانی کھینچ رہے تھے اسے اپنے ہاتھ میں دبا کر امام حسینؑ سے فرمانے لگے: ''تمہارے نویں بیٹے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ امام حسینؑ خاموشی سے بابا کو دیکھتے رہے۔

آنحضرتؑ نے اپنی بات کو جاری رکھا: ''اے حسینؑ! جان لو کہ تمہاری نسل میں سے نواں بیٹا قائمؑ ہوگا۔ وہ تمہارے جدؐ پیغمبر اکرمؐ کے دین کو پھیلائے گا اور اس زمین پر انصاف قائم کرے گا۔'' امام حسین مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے، اس بات کا اندازہ مولاؑ نے بیٹے کے چہرہ سے لگالیا اور جواب دیا: ''ہمارا بیٹا قائمؑ بنی ہاشم کی معزز ترین فرد ہوگا وہ ابراھیم خلیل اللہ کی نسل کا آخری وارث ہوگا۔''

امام کی غیبت اور شیعوں کا انتظار

ہمیشہ کی طرح اس دن بھی امام صادقؑ کے درس میں بہت لوگ تھے۔ اگرچہ امامؑ کے سب شاگرد، دانشور اور بڑے علماء تھے لیکن جب امامؑ کا درس شروع ہوتا تو سب پوری توجہ کے ساتھ آپؑ کی گفتگو سنتے تھے اور درس میں اتنا مشغول ہو جاتے کہ وقت گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ امامؑ نے اپنی آواز کو دھیما کرتے ہوئے فرمایا: السلام علیکم ورحمة اللّٰہ و برکاته۔ یہ جملہ درس ختم ہونے کی علامت تھا۔ اس کے بعد لوگ کھڑے ہو کر امامؑ سے اپنے سوالات کے جواب معلوم کرتے۔ اس دن امامؑ کا ایک شاگرد اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور امامؑ سے پوچھا: ''اے فرزندِ رسول! ہم نے سنا ہے کہ آپ کی نسل میں ایک ایسا امامؑ ہوگا جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے گا اور لوگ اسے نہیں دیکھ سکیں گے۔ کیا یہ بات درست ہے؟'' امام صادقؑ نے فرمایا: ''ہاں ایسا ہی ہوگا۔'' اس شخص نے پوچھا: ''آپ امامِ ظاہر ہیں، ہم لوگ آپ کو دیکھ سکتے ہیں اور آپ سے اپنے مسائل پوچھ سکتے ہیں تو ایسی حالت میں آپ کی اطاعت کرنا زیادہ بافضیلت ہے یا امامِ غائبؑ کی اطاعت؟'' امامؑ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! وہ صدقہ جو چھپا کر اور لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر دیا جاتا ہے اس میں زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس صدقے کے جو لوگوں کی نظروں کے سامنے دیا جاتا ہے۔ اسی طرح نگاہوں سے پوشیدہ امام کی

اطاعت کرنے کی فضیلت زیادہ ہے کیونکہ امام کی غیبت کے زمانے میں ستمگاروں اور ظالموں کی حکومت ہوگی۔ اس زمانے میں لوگوں کو اگرچہ دشمنانِ خدا سے اپنی جان کا خطرہ ہوگا اور ان کا امامؑ بھی ان کی نگاہوں کے سامنے نہیں ہوگا پھر بھی وہ خدا پر ایمان لائیں گے، نماز قائم کریں گے، روزہ رکھیں گے اور حج انجام دیں گے۔ وہ سب غیبت کے زمانے میں صبر کریں گے اور امامؑ کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ ان افراد کو ملنے والا ثواب اس ثواب سے کئی گنا زیادہ ہوگا جو ان لوگوں کو دیا جائے گا جو بغیر کسی ڈر کے امامِ ظاہر کے زمانے میں عبادت کرتے ہیں اور کارِ خیر انجام دیتے ہیں۔''

اس کے بعد امامؑ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا: ''خوش نصیب ہیں ہمارے قائمؑ کے شیعہ، جو اس کی غیبت میں اس کے ظہور کا انتظار کریں گے اور زمانہ ظہور میں اس کی اطاعت کریں گے۔ وہ لوگ خدا کے ولی قرار پائیں گے۔ جان لو کہ اگر کوئی شخص امامؑ کے ظہور کا انتظار کرتا ہوا اس دنیا سے چلا جائے اور امامؑ اس کے مرنے کے بعد ظہور فرمائیں تو اس کا ثواب ان لوگوں کے برابر ہوگا جو ہمارے قائمؑ کے زمانے میں ہوں گے اور ان کی حکومت میں زندگی گزاریں گے۔

دین کے محافظ

ایک دن امام علی نقیؑ کا ایک صحابی امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے اس شخص کو حضرت مہدیؑ کے بارے میں بتایا کہ کس طرح آپ کی ولادت ہوگی اور کتنے سال تک آپ اپنے بابا امام حسن عسکریؑ کے سائے میں زندگی گزاریں گے۔ پھر کب آپ کی غیبت کا آغاز ہوگا؟ یہ سن کر وہ شخص تعجب کرنے لگا اور تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں پڑ گیا پھر حضرت امام علی نقیؑ سے کہا: ''اے فرزندِ رسول! میں نے امام مہدیؑ کے بارے میں آپ کے جد پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنینؑ اور بقیہ ائمہ کے اقوال سنے ہیں مگر ہمیشہ میرے ذہن میں ایک سوال رہا ہے۔'' امامؑ نے فرمایا: ''اپنا سوال پوچھو۔''

اس شخص نے کہا: ''جب امام زمانہؑ پردۂ غیب میں ہوں گے، لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوں گے اور لوگ نہ تو ان کو دیکھ سکیں گے اور نہ ہی ان سے اپنے سوالات اور مشکلات کا حل معلوم کرسکیں گے، تو کیا وہ لوگ دینِ خدا سے بھٹک نہیں جائیں گے؟ اور شیطان ان کے اندر وسوسے نہیں پیدا کرے گا؟''

امام علی نقیؑ نے مسکرا کر فرمایا: ''ہاں یہ خطرہ ہے مگر غیبت کے زمانے میں ایسے علماء ہوں گے جو لوگوں کو امامؑ کی طرف دعوت دیں گے اور دین کی حفاظت کریں گے۔ اور پھر میرے شیعوں کا ہاتھ تھام کر ان کو صحیح راہ دکھائیں گے تاکہ وہ شیطان رجیم کے شر سے نجات پاسکیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بے شک علی بن ابی طالب علیہ السلام میری امت کے امام ہیں ـــ اور قائم منتظر ان کی اولاد میں سے ہوں گے جو کہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی۔

حقوق واپس لینے کے معاملے میں امام مہدی کے کام کا یہ عالم ہوگا کہ اگر ایک انسان کا حق کسی دوسرے انسان کے دانتوں میں دبا ہوگا تو آپ اس سے لے کر حقدار تک پہنچا دیں گے۔